وہ کتنے عظیم انسان تھے

محمد عنایت اللہ سبحانی

استاذی و مرشدی حضرت مولانا ابواللیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتنے عظیم انسان تھے۔ آہ! وہ کتنے عظیم انسان نظر آتے تھے اس وقت جب کہ ہندوستان گیر اسلامی تحریک کے ہردل عزیز قائد و رہنما ہوتے ہوئے بھی صبح کو رات کی بچی ہوئی باسی روٹی کا ناشتہ کرلیا کرتے تھے۔

جناب محمد مسلم صاحب مرحوم سابق ایڈیٹر "دعوت" اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے کہ وہ جماعتِ اسلامی سے کس طرح قریب ہوئے، فرماتے ہیں:

"مجھے مولانا (ابواللیث صاحب) سے کچھ مشورہ کرکے فوراً بھوپال واپس ہونا تھا۔ میں اسٹیشن سے سیدھا مرکز جماعت پہنچا۔ یہ صبح کا وقت تھا۔ مولانا ناشتے کے لیے دسترخوان پر بیٹھ چکے تھے۔ میں نے گھر میں اطلاع کرائی تو وہیں بلالیا۔ فرمایا: آیئے، آیئے ناشتہ کیجیے۔

میں نے دیکھا دسترخوان پر باسی روٹیاں اور ترکاری تھی۔ مولانا صبر و شکر کی تصویر بنے ہوئے ان باسی روٹیوں کا ناشتہ فرمارہے تھے۔ ہم نے یہ ناشتہ کیا۔ پھر چائے پی۔ دل نے کہا: یہ دسترخوان تو بایزید بسطامی کے دسترخوان پر بھی فوقیت لے گیا۔ اور یہی باسی روٹیاں کھا کر میں تحریکِ اسلامی کی طرف کشاں کشاں بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس میں شامل ہوگیا۔"

آہ! وہ کتنے عظیم انسان نظر آتے تھے اس وقت جب کہ وہ رام پور کے دورانِ قیام میں بارہا خالی شیروانی پہنے ہوئے نظر آئے۔ اس کے نیچے نہ قمیص ہوتی نہ بنیان۔ اور سراغ لگانے پر یہ معلوم ہوا کہ مولانا کے پاس ایک ہی جوڑا کپڑے ہیں۔ اور وہ انھوں نے اتار دیے ہیں دھلنے کے لیے!

مولانا نور الدین صاحب نظامی سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ، رام پور کی روایت ہے کہ انھیں ایک بار دہلی جانا تھا۔ دہلی میں جس جگہ جانا تھا، اس جگہ کا نام تو یاد تھا لیکن پتہ یاد نہ رہا۔ وہ اسی

سلسلے میں فکر مند تھے کہ اچانک مولانا ابواللیث صاحب نظر آگئے۔ سلام کے بعد مولانا نے پوچھا ارے بھئی خیریت ہے ؟ کس سوچ میں غرق ہیں آپ ؟ انھوں نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ فرمایا ' فکر نہ کیجئے ۔ مجھے بھی وہیں جانا ہے۔ آیئے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ وہ مولانا کے ساتھ ہو لیے۔ مولانا انھیں اپنی رہائش گاہ پر لے گئے۔

پھر نظامی صاحب کا کہنا ہے کہ وہاں ایک کرتہ الگنی پر پھیلا ہوا تھا۔ مولانا نے شیروانی اتار کر اس کرتے کو پہننا چاہا' لیکن پھر چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ وہ کرتہ ابھی سوکھا نہیں تھا۔

پھر نظامی صاحب نے آبدیدہ ہوکر فرمایا : اس وقت مولانا کے پاس وہی ایک کرتا تھا !

آہ ! وہ کتنے عظیم نظر آتے تھے اس وقت جب کہ وہ دعائے نیم شبی اور آہِ سحرگاہی میں مصروف ہوتے' دہلی کے دورانِ قیام میں وہ اذانِ فجر سے پہلے اٹھ کر نمازِ تہجد ادا کرتے۔ اور پھر کبھی تو وہ اذان سے پہلے ہی دفتر "دعوت" پہنچ جاتے تاکہ روزنامہ "دعوت" میں کام کرنے والے ملازمین کو نماز کے لیے جگادیں۔ اور کبھی نماز سے فارغ ہوکر سیدھے دفتر "دعوت" کا رخ کرتے یہ جائزہ لینے کے لیے کہ کن کن لوگوں نے نماز باجماعت ادا کی ہے اور کون لوگ پیچھے رہ گئے حالانکہ جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ مرکز جماعت اور دفتر "دعوت" میں خاصا فاصلہ ہے۔

آہ ! وہ کتنے عظیم نظر آتے تھے اس وقت جب کہ وہ ملّتِ اسلامیہ کے درد میں گھل رہے ہوتے تھے۔ اور مختلف جماعتوں کے ذمّہ داروں سے یہ آرزو لیے ہوئے ملاقاتیں کررہے ہوتے تھے کہ ان کے درمیان اتحاد و تعاون کی کوئی راہ نکل آئے۔ لیکن کہیں سے انھیں کوئی امید افزا جواب نہیں مل سکا۔

ذاتی طور پر ہمیں یہ معلوم ہے کہ مولانا کئی بار اسی غرض سے بستی نظام الدین دہلی تشریف لے گئے' تبلیغی جماعت کے امیر کے پاس' لیکن ادھر صورتِ حال یہ رہی کہ وہ مولانا کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ انھوں نے سرے سے موقع ہی نہیں دیا کہ مولانا ان سے اس موضوع پر گفتگو کرسکیں۔

آہ ! وہ کتنے عظیم نظر آرہے تھے اس وقت جب کہ وہ دہلی میں بیٹھے ہوئے تحریکِ اسلامی کی رگوں میں اپنا خونِ جگر نچوڑ رہے تھے۔ اور یہاں آبائی وطن موضع چاند پٹی میں ان کا اپنا گھر ـــــ مٹی کا کچا گھر ـــــ برسات کی موسلادھار بارش کی تاب نہ لاکر گرنا شروع ہوگیا تھا۔ اس کی ایک دیوار بالکل زمین بوس ہوگئی تھی۔ پھر مولانا کے اہلِ خاندان نے ان کے وطن

تشریف لانے سے پہلے ہی وہ دیوار کھڑی کردی۔ لیکن غلطی سے وہ ایک آدھ انچ پڑوسی کی زمین پر آگئی۔

مولانا جب چاندپٹی تشریف لائے اور انہوں نے یہ محسوس کیا یا انہیں یہ معلوم ہوا کہ دیوار ایک آدھ انچ آگے ہوگئی ہے تو اسی وقت اس دیوار کو گرا کر اپنی جگہ پر لانے کا حکم دیا۔

آہ! وہ کتنے عظیم نظر آتے تھے اس وقت جب کہ بہت سے لوگ ان کے ساتھ زیادتیاں اور گستاخیاں کرتے تھے۔ انہیں اذیت پہنچانے اور ان کا دل دکھانے کے لیے اوچھی حرکتیں کرتے تھے لیکن اس وقت بھی مولانا عظمت و شرافت کا پیکر نظر آتے تھے۔

اس طرح کے کتنے ہی مناظر ہم نے بھی دیکھے ہیں اور نہ جانے کتنے لوگوں نے دیکھے ہیں چنانچہ وہ منظر اس وقت ہماری آنکھوں میں ہے جب کہ مولانا پہلی بار اپنی خرابیٔ صحت کی وجہ سے جماعت کی امارت سے مستعفی ہوکر اپنے وطن چاندپٹی آگئے تھے۔ اس وقت جامعۃ الفلاح کے اربابِ حل و عقد نے اصرار کرکے مولانا کو جامعۃ الفلاح کا ناظم اعلیٰ بنا دیا تھا۔ اسی زمانے میں یہ دردناک منظر بھی سامنے آیا کہ علاقے کے کچھ لوگوں نے یہ اڑا دیا کہ مولانا اس مدرسے سے تنخواہ تو پابندی سے وصول کرتے ہیں لیکن مدرسہ کو وقت بہت کم دیتے ہیں۔ وقت کا زیادہ حصہ اپنے گاؤں میں گزارتے ہیں۔

شدہ شدہ یہ بات مولانا کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اس وقت اس پیکرِ اخلاص کے دلِ نازک پر کیا بیتی ہوگی۔ اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے!

بہرکیف مولانا نے ہاتھ میں چھڑی لی اور بازار کی طرف روانہ ہوگئے۔ راقم الحروف بھی مولانا کے ساتھ ساتھ تھا۔ اس وقت باری باری کئی آدمیوں کے پاس گئے اور نہایت نرم و سنجیدہ لہجے میں فرمایا:

"ارے بھئی، تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں جامعۃ الفلاح سے تنخواہ لیتا ہوں۔ میں تو مدرسہ کی جو بھی خدمت کررہا ہوں، محض آخرت کے لیے کررہا ہوں۔"

اور قبل اس کے کہ وہ شخص کوئی معذرت کرے، نہایت بے نیازی کے ساتھ وہاں سے یہ دو جملے کہہ کر روانہ ہوگئے۔

آہ! وہ کتنے عظیم نظر آتے تھے اس وقت جب کہ اتنی ساری ذمہ داریوں سے گراں بار ہونے کے باوجود وہ ہر عزیز، ہر قریب، ہر رفیق، ہر ساتھی اور ہر پڑوسی کا پورا پورا خیال رکھتے تھے اور کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں ہونے دیتے تھے۔

مولانا کے اہلِ خاندان کا ان کے بارے میں یہ تاثر کتنی اہمیت رکھتا ہے کہ مولانا نے حتی المقدور ہر ایک کو اپنا ممنونِ کرم اور احسان مند بنایا' اور نہ جانے کتنوں کو ان کی ذات سے فیض پہنچا' لیکن خود وہ کبھی کسی کا احسان اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے۔

اس ضمن میں مولانا کا وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے جو رام پور کے ایک بزرگ کے واسطے سے ہم تک پہنچا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ برسوں پہلے مولانا کا ایک چھوٹا بچہ اچانک ایک حادثہ کی زد میں آگیا۔ اس کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ ان بزرگ کی روایت ہے کہ میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ مولانا کفاف پر گزارا کرتے ہیں۔ ان کے پاس علاج کے لیے پیسے کہاں ہوں گے۔ آؤ ہم دونوں مل کر مولانا کی کچھ مدد کریں۔ تاکہ بچے کا صحیح طور سے علاج تو ہو سکے۔

چنانچہ ہم دونوں مولانا کے گھر پہنچے۔ اور اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے دو ہزار کی رقم پیش کی مولانا نے پہلے تو اس پر ہمارا شکریہ ادا کیا' پھر فرمایا' اس رقم کی ضرورت نہیں ہے۔ جماعت خود بچے کا علاج کرا رہی ہے۔ اس کے بعد بھی ہم دونوں نے بہت اصرار کیا کہ مولانا کسی طرح اس رقم کو قبول فرمالیں لیکن مولانا نے نہایت بے نیازی کا ثبوت دیا۔ وہ کوئی بھی رقم لینے کے لیے تیار نہ ہوئے۔

آہ! وہ کتنے عظیم نظر آتے تھے اس وقت جب کہ دنیا بار بار ان کی طرف بڑھی انہیں اپنی طرف مائل کرنے کے لیے' لیکن ہر بار انہوں نے نہایت بے نیازی کے ساتھ اسے ٹھوکر مار دی اور اس کی طرف ایک نگاہ غلط انداز بھی ڈالنے کے روادار نہ ہوئے۔

آہ! وہ کتنے عظیم نظر آتے تھے اس وقت جب کہ وہ قید و بند کی آزمائشوں سے دوچار ہوئے اور بار بار انہیں جیل کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں۔ لیکن ان کے عزم و حوصلے میں کوئی کمزوری نہیں آئی اور جتنے بھی نامساعد حالات ہوں' کبھی وہ خوف اور گھبراہٹ کی حالت میں نہیں دیکھے گئے۔ اس کے برعکس وہ ہمیشہ اپنے ساتھیوں کے لیے صبر و استقامت اور جرات و عزیمت کا ایک بہترین نمونہ ثابت ہوئے۔

کتنی ساری عظمتیں جمع ہو گئی تھیں ہمارے اس مرحوم رہنما میں!

مگر یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ وہ ترجمان القرآن امام حمید الدین فراہی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبتِ کیمیا اثر سے فیض یاب ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک لمبے عرصہ تک امام فراہیؒ کی خدمت کی تھی۔ اور اس خدمت کے دوران تقویٰ و طہارت' امانت و دیانت' نیکی و شرافت'

اخلاص و محبت، بے نفسی و للّٰہیت، خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کے جو ایمان افروز اور روح پرور مناظر انہوں نے دیکھے تھے، ان کا فطری نتیجہ یہی ہوتا تھا۔ اس لیے کہ ایک ہونہار پودے کو اگر سازگار ماحول میسر آجائے تو پھر اس کے ایک شاداب اور تناور درخت بننے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟

اے ہمارے عظیم رہنما! ہزاروں سلام ہوں آپ پر! خدائے رحمان و رحیم آپ کی تربت کو نور سے بھر دے۔ اور آپ کو فردوس بریں میں صالحین اور ابرار کی رفاقت نصیب فرمائے۔

ہم مردہ پرستوں کو زندہ شخصیتوں کی قدر کرنی نہیں آتی۔ ہم تو متاعِ بردہ کے شیدائی اور فردوسِ گم گشتہ کے دلدادہ ہیں، اس لیے زندگی میں تو آپ کی قدر ہم نہیں کر سکے، البتہ آپ کے جانے کے بعد ہماری مثال اس یتیم بے نوا کی سی ہے، جو اپنے شفیق باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہو کر حزن و غم کی آگ میں سلگ رہا ہو۔ اور اپنے شفیق و مہربان باپ کو یاد کر کرکے آنسوؤں کے قلزم بہا رہا ہو۔

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی تک روتے روتے سو گیا ہے

بقیہ: بچے دو ہی اچھے .... کیوں؟

کیونکہ میں دوسری امتوں کے مقابلے میں تمہاری تعداد کے زیادہ ہونے پر فخر کروں گا۔
(ابوداؤد - ج ۲ - کتاب النکاح - باب النہی عن التزویج من لم یلد من النساء ص ۲۲)

اعتذار

ترجمان القرآن کے گزشتہ شمارے میں ایک جگہ (رسائل و مسائل ص ۴۵) لفظ "آپ" پر غلطی سے علامت "ؐ" بن گئی تھی ——— ادارہ اس سہو پر انتہائی نادم اور معذرت خواہ ہے۔